فَسْئَلُوٓا اَہْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاوی یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دارالافتاء حضرت مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 02 رمضان المبارک 1444 24 مارچ 2023

خصوصی شمارہ
بابت ماہِ رمضان

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- ایک مسجد میں کئی تراویح کی جماعتیں ہونا
- روزہ توڑنے کا کفارہ
- ”من قام رمضان“ حدیث کی وضاحت
- رمضان میں نماز وتر باجماعت ادائیگی کے لیے اسی امام کی اقتداء ضروری ہے جس کے پیچھے فرض پڑھے ہوں؟
- نماز تراویح کی شرعی حیثیت
- روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا
- شدید تھکاوٹ یا نیند کی حالت میں نماز کا وقت ہو جانا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com
  پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com
  پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی، C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

ایک مسجد میں کئی تراویح کی جماعتیں ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کی کئی منزلیں ہوں تو اس صورت میں ہر منزل کے اندر تراویح کی الگ جماعت کروانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک مسجد میں تراویح کی ایک ہی جماعت ہو، لیکن اگر کسی قسم کے باہمی جھگڑے یا فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور حفاظ کی آوازوں میں ٹکراؤ نہ ہو کہ جس سے قراءت میں خلل پڑے تو فرض نماز ایک جگہ، ایک امام کے پیچھے پڑھنے کے بعد مسجد کے مختلف حصوں یا منزلوں میں تراویح کی الگ الگ جماعتیں کروانا جائز ہے۔

"عن عبد الرحمن بن عبد القاري، أنه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان إلى المسجد، إذا الناس أوزاع متفرقون، يصلي الرجل نفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: إني أرى لو جمعت هولاء على قارئ واحد لكان أمثل، ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب، ثم خرجت معه ليلة أخرى والناس يصلون بصلوة قارئهم، قال عمرؓ: نعم البدعة هذه الخ۔ الحديث۔ (الصحيح للبخارى، كتاب صلوة التراويح، باب فضل من قام رمضان ، رقم:۱۹۶۶)

"وقال الصدر الشهيد: الجماعة سنة كفاية فيها حتى لو أقامها البعض في المسجد بجماعة ، وباقي أهل المحلة منفردا في بيته لا يكون تاركا للسنة؛ لأنه يروي عن أفراد الصحابة التخلف. وقال في المبسوط: لو صلى إنسان في بيته لا يأثم ،فقد فعله ابن عمر وعروة وسالم والقاسم وإبراهيم ونافع، فدل فعل هؤلاء أن الجماعة في المسجد سنة على سبيل الكفاية، إذ لا يظن بابن عمر ومن تبعه ترك السنة اه. وإن صلاها بجماعة في بيته فالصحيح أنه نال إحدى الفضيلتين ، فإن الأداء في المسجد له فضيلة ليس للأداء في البيت ذلك" (مراقی الفلاح: ۱۵۷)

روزہ توڑنے کا کفارہ

سوال: بھائی ہمارے ایک عزیز ہیں، انہوں نے بغیر کسی وجہ کے روزہ توڑ دیا تھا، ان کو کوئی بیماری بھی نہیں تھی، ان کے گھر کا ماحول اس دن تھوڑا گرم تھا جس کی وجہ سے انہوں نے روزہ توڑ دیا اور اگر وہ روزہ نہ توڑتے تو ہوسکتا تھا کہ ان کی طبیعت خراب ہو جائے۔ تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

جواب: اگر کسی حقیقی عذر کے بغیر رمضان کا روزہ توڑا گیا ہے تو اس کی قضا بھی کی جائے اور کفارہ بھی ادا کیا جائے۔ روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ لگا تار دو ماہ کے روزے رکھے، بیچ میں کسی دن کا روزہ نہ چھوڑے، اگر چھوڑ دیا تو نئے سرے سے دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے۔ البتہ اگر کسی بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنا ممکن ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے کی طاقت نہ ہو تو روزے کے کفارے میں ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلا دیا جائے۔ رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ مثلاً نفلی، قضاء، نذر وغیرہ کا روزہ توڑا تو اس کی صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔

فيعتق أولا فإن لم يجد صام شهرين متتابعين فإن لم يستطع أطعم ستين مسكينا لحديث الأعرابي المعروف في الكتب الستة فلو أفطر ولو لعذر استأنف إلا لعذر الحيض. (رد المحتار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده)

"من قام رمضان" حدیث کی وضاحت

سوال: حدیث مبارکہ «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» میں وارد لفظ رمضان کی روشنی میں یہ کہنا کیسا ہے کہ مذکورہ مغفرت اسے ہی حاصل ہوگی جو پورے رمضان کا قیام کرے ، یعنی تمام راتوں کو تراویح پڑھے اور ناغہ نہ کرے اور ناغے کرنے والے مذکورہ بشارت مغفرت سے محروم رہیں گے۔؟

جواب: حدیث مبارکہ «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» میں جو فضیلت موجود ہے اس کو بہت سے محدثین نے تراویح کے لیے مخصوص قرار دیا ہے، یعنی لفظ «قام» سے مراد رمضان کی راتوں کو تراویح پڑھنا مراد ہے، اور بعض محدثین نے اس کو تراویح کے ساتھ خاص نہیں کیا، بلکہ رمضان کی راتوں کو مطلق نفل عبادت پر

محمول کیا ہے۔تراویح اور نوافل کا اہتمام پورے مبارک مہینے میں کرنا چاہیے، تاکہ اجر و ثواب کا مستحق بنے۔تراویح، تہجد میں بلا کسی عذر کے ناغہ کرنے سے کامل اجر و ثواب کا مستحق نہ ہوگا۔

هذا القيام كان عامًا ثم اختص بالتراويح فمطلقه يراد به التراويح (الكوكب الدري على جامع الترمذي، ٧٧/٢)

قال محمد: وبهذا كله نأخذ، لا بأس بالصلاة في شهر رمضان، أن يصلي الناس تطوعا بإمام، لأن المسلمين قد أجمعوا على ذلك ورأوه حسنا. (موطأ مالك رواية محمد بن الحسن الشيباني، ص: ٩١)

قوله: على ذلك، أي: على صلاتهم بإمامهم في ليالي رمضان في زمان الخلفاء عمر وعثمان وعلي فمن بعدهم إلى يومنا هذا. (التعليق الممجد على موطأ محمد، ٦٢٨/١)

[فصل في قيام شهر رمضان] ذكر التراويح في فصل على حدة لاختصاصها بما ليس لمطلق النوافل من الجماعة وتقدير الركعات وسنة الختم، وترجم بقيام رمضان اتباعا للفظ الحديث، قال صلى الله عليه وسلم «إن الله تعالى فرض عليكم صيامه وسننت لكم قيامه» (العناية شرح الهداية، ٤٦٦/١)

من قام بالطاعة في ليالي رمضان، ويقال: يريد صلاة التراويح، وقال بعضهم: لا يختص ذلك بصلاة التراويح بل في أي وقت صلى تطوعا حصل له ذلك الفضل. (عمدة القاري ٢٣٣/١٠)

رمضان میں نماز وتر باجماعت ادائیگی کے لیے اسی امام کی اقتداء ضروری ہے جس کے پیچھے فرض پڑھے ہوں؟

سوال: رمضان المبارک میں نمازِ عشاء اگر باجماعت ادا نہ کی ہو تو وتر اس امام کے پیچھے یا کسی اور امام کے پیچھے ادا کیے جاسکتے ہیں؟ یا فرض کسی اور امام کے پیچھے پڑھے ہوں تو وتر کسی اور امام کے پیچھے پڑھے جاسکتے ہیں؟

جواب: عشاء کی جماعت ہوجانے کے بعد مسجد میں آنے والا شخص انفرادی طور پر اپنی عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح میں شامل ہوجائے اور وتر بھی امام کے ساتھ جماعت سے پڑھے۔اسی طرح فرض اور وتر الگ الگ امام کے پیچھے پڑھنا جائز ہے۔

صلى العشاء وحده فله أن يصلي التراويح مع الإمام ولو تركوا الجماعة في الفرض ليس لهم أن يصلوا التراويح بجماعة وإذا صلى معه شيئا من التراويح أو لم يدرك شيئا منها أو صلاها مع غيره له أن يصلي الوتر معه هو الصحيح، كذا في القنية.(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل،فصل في التراويح)

نماز تراویح کی شرعی حیثیت

سوال: کیا تراویح نفل عبادت ہے یا سنت؟

جواب: تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

سوال: اگر کوئی تراویح نہیں پڑھتا تو کیا وہ گناہ کرتا ہے؟

جواب: تراویح سنت مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہے۔

سوال: کیا تراویح میں بیس رکعت پڑھنا لازم ہے؟ اگر کوئی بیس رکعت سے کم پڑھے، جیسے آٹھ، دس یا بارہ تو کیا یہ قابل قبول نہیں اور کیا یہ گناہ ہے؟

جواب: بیس رکعات تراویح پر امت کا اجماع ہے اور خلفائے راشدین سے بھی بیس رکعات تراویح ثابت ہے اس لیے بیس سے کم پڑھنا درست نہیں اگر کوئی شخص بیس سے کم تراویح پڑھتا ہے تو وہ صحابہ اور خلفائے راشدین کے عمل کے مخالف کرنے کی بنا پر گمراہ ہے باقی آٹھ رکعات پڑھنے والے کی آٹھ رکعات ان شاء اللہ قبول ہوجائیں گی لیکن بیس رکعت پوری نہ پڑھنے کے باعث یہ شخص تارک سنت کہلائے گا۔

وذكر في الاختيار أن أبا يوسف سأل أبا حنيفة عنها وما فعله عمر، فقال: التراويح سنة مؤكدة، ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه، ولم يكن فيه مبتدعا، ولم يأمر به إلا عن أصل لديه وعهد من رسول الله - صلى الله عليه وسلم -. ولا ينافيه قول القدوري إنها مستحبة كما فهمه في الهداية عنه، لأنه إنما قال يستحب أن يجتمع الناس، وهو يدل على أن الاجتماع

مستحب، وليس فيه دلالة على أن التراويح مستحبة، كذا في العناية. وفي شرح منية المصلي: وحكى غير واحد الإجماع على سنيتها، وتمامه في البحر.(قوله لمواظبة الخلفاء الراشدين) أي أكثرهم لأن المواظبة عليها وقعت في أثناء خلافة عمر - رضي الله عنه -، ووافقه على ذلك عامة الصحابة ومن بعدهم إلى يومنا هذا بلا نكير، وكيف لا وقد ثبت عنه - صلى الله عليه وسلم - «عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ» كما رواه أبو داود بحر(رد المحتار،باب الوتر والنوافل)

روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا

سوال: کیا روزے کی حالت میں کورتیزون کا انجکشن لگا سکتے ہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں انجکشن لگوا سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

أثر داخل من المسام الذي هو خلل البدن والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ (الدر المختار، كتاب الصوم،باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده)

شدید تھکاوٹ یا نیند کی حالت میں نماز کا وقت ہوجانا

سوال: بعض اوقات شدید تھکاوٹ یا نیند کا معاملہ ہوتا ہے اور عین اس وقت نماز کا وقت ہوجاتا ہے ایسی حالت میں نماز ادا کرنا بڑا مشکل ہوجاتا ہے کیا اس حالت میں ہم نماز قضا کر کے پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی بالغ مسلمان کو کوئی شدید مجبوری یا بیماری لاحق نہ ہو تو اس کے لئے صرف نیند کے غلبہ یا تھکاوٹ کی وجہ سے نماز قضاء کرنا جائز نہیں سخت گناہ ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وقت نکلنے سے پہلے فرض نماز ادا کرلے۔

عن ابن عباس، عن النبي ﷺ قال: «من جمع بين صلاتين من غير عذر فقد أتى بابا من أبواب الكبائر». (المعجم الكبير للطبراني، ١١/ ٢١٦)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے بلا کسی عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھا وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر آ گیا“۔

المعجم الأوسط (٥/ ٢٧١)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ»

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اور کفر وشرک کے درمیان فرق کرنے والی چیز صرف نماز کا چھوڑنا ہے۔

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطور(٢/ ٨٥)

والظاهر أن المراد بالمأثم ترك الصلاة فلا يعاقب عليها إذا قضاها وأما إثم تأخيرها عن الوقت الذي هو كبيرة فباق لا يزول بالقضاء المجرد عن التوبة بل لا بد منها هذا ويجوز تأخير الصلاة عن وقتها لعذر كما قال الولوالجي في فتاويه القائلة إذا اشتغلت بالصلاة تخاف أن يموت الولد لا بأس بأن تؤخر الصلاة وتقبل على الولد لأن تأخير الصلاة عن الوقت يجوز بعذر ألا ترى أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - «أخر الصلاة عن وقتها يوم الخندق» وكذا المسافر إذا خاف من اللصوص وقطاع الطريق جاز لهم أن يؤخروا الوقتية لأنه بعذر اهـ.

ختم شد